الصلوٰۃ والسلام علیک یا رسول اللہ

الصلوٰۃ والسلام علیٰ خیر الانام

فی کل محل و فی کل آن

از قلم امام المناظرین حضرت علامہ صوفی محمد اللہ دتا صاحب رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ

ناشر
ادارہ اشاعت العلوم لاہور پاکستان

نام کتاب ________ الصلوٰۃ والسلام علیٰ خیر الانام فی کُلِّ محل وفی کُل آن۔

مُصنّف ________ امام المناظرین حضرت مولانا صُوفی محمد اللہ دتا رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ۔

اشاعت ________ چہارم۔

تعداد ________ اشاعت اوّل تا سوم پانچ ہزار (۵۰۰۰)۔

چہارم پانچ ہزار (۵۰۰۰)۔

ناشر ________ ادارہ اشاعت العلوم وسن پورہ لاہور۔

ہدیہ ________ ایصالِ ثواب بحق قبلہ صُوفی محمد اللہ دتا رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ۔

اور

دُعائے خیر بحق معاونین اِدارہ

ملنے کا پتہ

(۱) اِدارہ اشاعت العلوم افغان سٹریٹ وسن پورہ لاہور۔ پاکستان۔

(۲) اِدارہ غوثیہ رضویہ کرم پارک مصری شاہ لاہور۔ پاکستان۔

نوٹ

بیرونجات کے حضرات مبلغ دوؔ روپے کے ڈاک ٹکٹ بھیج کر مذکورہ بالا جگہوں سے مُفت حاصل کریں۔

فہرست

پیش لفظ

بعض جہلاء نے اذان سے قبل نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم پر صلوٰۃ و سلام پڑھنے کی مخالفت میں ایک طوفانِ بدتمیزی بپا کیا ہوا ہے۔ یہاں تک کہ اسی گروہ نے لاہور سے ایک اشتہار شائع کیا جس کا عنوان

"اذان سے قبل تعوذ بسم اللہ و صلوٰۃ و سلام پڑھنا ناجائز اور ممنوع ہے۔"

جس کے جواب میں فقیر نے ایک کلنڈر نما اشتہار شائع کیا جس میں مندرجہ بالا اعمال کو جائز اور مسنون ثابت کیا۔ یہ اشتہار پشاور سے کراچی تک پھیلایا گیا جس کا جواب منکرین سے آج تک نہ بن سکا صرف لاہور کے ایک دیوبندی مولوی عبدالرشید نے اس مسئلہ پر تحریراً گفت و شنید شروع کی۔ جس کا سلسلہ بند ہونے پر اس گفتگو کو بحذفِ زوائد ہدیۂ ناظرین کیا جا رہا ہے۔ تاکہ اہلِ سنت منکرین کے مبلغِ علم کا اندازہ کر سکیں۔

محمد اللہ دتا

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

وَالصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلٰی رَسُوْلِہِ الْکَرِیْمِ وَعَلٰی اٰلِہٖ وَاَصْحَابِہٖ اَجْمَعِیْنَ

اما بعد۔ مانع کہتا ہے۔

اعتراض نمبرا نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام نے جس اذان کی تعلیم دی ہے اس میں اذان سے قبل بلند آواز سے صلوٰۃ وسلام پڑھنے کا کوئی ذکر نہیں اور نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم کی زندگی میں اور آپ کے دُنیا سے پردہ فرمانے کے بعد صحابہ کرام تابعین تبع التابعین رضی اللہ عنہم کے دور میں بھی جو اذان عالم اسلام میں ہوتی تھی۔ اس میں کہیں اس کا سُراغ نہیں ملتا۔ نیز ہم امام اعظم ابو حنیفہ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے مقلد ہیں۔ ان سے بھی اذان سے قبل صلوٰۃ وسلام بلند آواز سے پڑھنے کا کوئی ثبوت نہیں ہے۔ اذان سے قبل صلاۃ وسلام بلند آواز سے پڑھنے کی بدعت کافی عرصہ بعد ایجاد ہوئی ہے۔ چونکہ ہم حنفی اہلسنت وجماعت ہیں اس لیے ہمیں سُنتِ رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اور جماعت صحابہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم کی اتباع اور پیروی میں اذان ٹھیک اسی طرح دینی چاہیے جس طرح نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام نے بتائی اور سکھائی اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم جس طرح عملاً اذان دیتے رہے۔

الجواب مجوزین کا یہ دعویٰ ہرگز نہیں کہ اذان سے قبل بلند آواز سے صلوٰۃ وسلام پڑھنا نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم یا صحابہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم یا حضرت سیدنا بلال رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی سُنت ہے۔ بلکہ ہم تو یہ کہتے ہیں کہ ہر اُس موقع اور محل میں جہاں کوئی مانع شرعی نہ ہو نبی صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم پر صلاۃ وسلام پڑھنا مستحب ہے اور اس استحباب میں کسی قسم کی کوئی قید بھی نہیں کہ سراً پڑھے یا جہراً ہر طرح سے عامل عند اللہ ماجور ہے۔ ادلہ شرعیہ چار ہیں۔ قرآن مجید احادیث شریفہ۔ اجماع۔ قیاس۔ جب کوئی مسئلہ ان چاروں میں سے کسی ایک دلیل سے ثابت ہو جائے اُس پر عمل کرنے میں کوئی قباحت نہیں۔

اب یہ دیکھنا ہے کہ قبل از اذان بلند آواز سے صلاۃ وسلام پڑھنا ادلہ شرعیہ سے ثابت ہے یا نہیں۔

دلیل اوّل قرآن پاک اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔ یٰۤاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا صَلُّوْا عَلَیْهِ وَ سَلِّمُوْا تَسْلِیْمًا [1]

---

[1] سورۂ احزاب آیت ۵۶۔

اے ایمان والو نبی پر درود بھیجو، اور خوب سلام کہو۔

فرمانِ خداوندی میں زمان و مکان سر و جہر کی کوئی قید نہیں، لہٰذا ایماندار جہاں بھی جس طرح بھی صلاۃ و سلام پڑھے گا۔ اللہ تعالٰی کے حکم کی اطاعت پائی جائے گی۔

دلیلِ ثانی۔ حدیث شریف كُلُّ اَمْرٍ ذِی بَالٍ لَا يُبْدَءُ فِيْهِ بِحَمْدِ اللهِ وَالصَّلٰوةِ عَلَىَّ فَهُوَ اَقْطَعُ اَبْتَرُ مَمْحُوْقٌ مِنْ كُلِّ بَرَكَةٍ۔[1]

ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ہر اچھا کام جس کی ابتداء حمدِ باری تعالیٰ اور مجھ پر درود شریف سے نہ کی جائے۔ وہ ناقص اور ہر قسم کی برکت سے خالی ہوتا ہے عند الشریعت کسی شمار میں نہیں۔

اسی حدیثِ مبارک سے ثابت ہوا کہ ہر اچھے کام کی ابتداء حمدِ باری تعالٰے اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم پر درود سے کرنی چاہیئے ورنہ وہ کام برکت سے خالی اور بے کار ہو گا۔ چونکہ اذان بھی ایک امرِ ذی بال یعنی اچھا کام ہے۔ اس کی ابتداء بھی حمدِ باری تعالیٰ اور درود شریف سے کرنی چاہیئے۔ فرمانِ نبوی میں بھی اس قسم کی کوئی قید نہیں کہ سرًا پڑھے یا جہرًا۔ جس طرح بھی پڑھے گا عملاً تبرک حاصل ہو گا۔

ہم یعنی مجوزین یہ نہیں کہتے کہ حمد و صلاۃ بلند آواز سے ہی پڑھے بلکہ اگر آہستہ بھی پڑھے گا مقصد حاصل ہے لہٰذا حضرت بلال رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا اذان سے قبل بلند آواز سے حمد و صلاۃ پڑھنا اگر نقلاً ثابت نہیں یہ مانعین کو مفید نہیں کیونکہ ہر دو طریقے درست ہیں کہ سرًا پڑھے یا جہرًا۔

مانعین کو لازم ہے کہ ادلہ شرعیہ کے تحت ثابت کریں کہ اذان سے قبل بلند آواز سے صلوٰۃ و سلام پڑھنا منع ہے۔

مانع صاحب نصِ قرآنی اور ہماری پیش کردہ حدیث شریف کا جواب یوں دیتے ہیں۔

اعتراض نمبر ۲ یہ آیت کوئی نئی نازل نہیں ہوئی، بلکہ نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم خصوصًا حضرت بلال رضی اللہ تعالیٰ عنہ، تابعین تبع تابعین غرض اسلام کی ابتدائی ۷ - ۸ صدیوں تک سارے عالمِ اسلام کے بزرگانِ دین، اولیاء کرام، علماء و مشائخ نیز بڑے بڑے محدثین و مفسرین اور فقہا اس آیت کی تلاوت کرتے رہے۔ اس کی تفسیر لکھتے رہے اور اس کی بنیاد پر درود شریف کے فضائل بیان کرتے رہے

---

[1] :۔ الجامع الصغیر جزء ۲ ص ۹۲۔

لیکن ان میں سے کسی سے یہ منقول نہیں کہ انہوں نے اذان سے قبل بلند آواز سے صلوٰۃ وسلام پڑھا ہو، یا اس کا حکم دیا ہو۔ لہٰذا ثابت ہو گیا کہ اس آیت کا یہ تقاضا قطعاً نہیں ہے کہ اذان سے قبل بلند آواز سے صلاۃ وسلام پڑھا جائے۔

جس حدیث سے یہ ثابت کرنے کی کوشش کی گئی ہے کہ اذان سے قبل بلند آواز سے صلاۃ وسلام پڑھنا چاہیے اس کے متعلق علامہ مناوی شارح جامع صغیر کہتے ہیں۔

قَالَ الْمَنَاوِیُّ غَرِیْبٌ تَفَرَّدَ بِذِکْرِ الصَّلٰوۃِ فِیْهِ اِسْمَاعِیْلُ بْنُ اَبِیْ زِیَادٍ وَهُوَ ضَعِیْفٌ جِدًّا لَا یُعْتَبَرُ بِرِوَایَتِهٖ وَلَا بِزِیَادَتِهٖ مِنْ ثَمَّ قَالَ التَّاجُ السُّبْکِیُّ حَدِیْثٌ غَیْرُ ثَابِتٍ وَقَالَ الْقَسْطَلَانِیُّ فِیْ اِسْنَادِهٖ ضُعَفَاءُ وَمَجَاهِیْلُ وَقَالَ فِی اللِّسَانِ کَاَصْلِهٖ اِسْمَاعِیْلُ بْنُ اَبِیْ زِیَادٍ قَالَ الدَّارَقُطْنِیُّ مَتْرُوْکٌ یَضَعُ الْحَدِیْثَ وَقَالَ الْخَلِیْلِیُّ شَیْخٌ ضَعِیْفٌ وَالرَّاوِیُّ عَنْهُ حُسَیْنُ الزَّاهِدُ الْاَصْفَهَانِیُّ مَجْهُوْلٌ وَرَوَاهُ ابْنُ الْمَدِیْنِیِّ وَابْنُ مَنْدَهٖ وَغَیْرُهُمْ بِاَسَانِیْدَ کُلُّهَا مَشْحُوْنَةٌ بِالضُّعَفَاءِ وَالْمَجَاهِیْلِ۔

لوگوں کو گمراہ کرنے کے لیے وضاعین کی احادیث مجہول راویوں کی روایتیں موضوع اور من گھڑت حدیثیں بیان کرنا نازیب حرکت ہے۔

الجواب میں کہتا ہوں کہ مانعین کا یہ کہنا کہ اکابرین السابقین میں سے کسی نے بھی اذان سے قبل بلند آواز سے صلاۃ وسلام نہ پڑھا ہے، اور نہ ہی پڑھنے کا حکم دیا ہے۔ یہ مبنی بر جہالت ہے کیوں کہ کسی کام کے کار خیر ہونے کے لیے یہ ضروری نہیں کہ وہ ازمنہ سالقہ میں معمول بہا بھی رہا ہو۔ کار خیر، کار خیر ہی ہے۔ خواہ اس پر کوئی بھی عمل نہ کرے کار بد بد ہی ہے خواہ سارا جہان اس پر عامل ہو۔ صرف اتنا کافی ہے کہ اس کام کی اچھائی پر یا تو قرآن شاہد ہو یا حدیث شاہد ہو۔ اس کے علاوہ علماء عاملین بھی اگر کسی کام کو اچھا جان کر عمل کا راستہ کھول دیں تب بھی درست ہے جیسا کہ روایات میں آیا ہے کہ جس کام کو فرمانبردار لوگ اچھا جانیں وہ اللہ کے نزدیک بھی اچھا ہوتا ہے۔

قرآنی آیت مبارک تو یہ کہتی ہے کہ کسی وقت، کسی طرح بھی خواہ سراً خواہ جہراً صلاۃ وسلام پڑھنا اللہ تعالیٰ کے حکم کی تعمیل کرنا ہے۔ جمیع اوقات میں یا بعض اوقات میں صلاۃ وسلام پڑھنا ایک امر مستحب ہے۔ فرض یا

واجب نہیں۔ اور یہ امرِ مستحب، مستحب قطعی ہے یعنی نصِ قرآنی سے ثابت ہے۔

امرِ مستحب کا منکر کافر ہے

اس مستحب کا انکار کرنے والے کا وہی حکم ہے جو دیوبند کے صدر مدرس انور شاہ کشمیری نے مسواک کے استحباب کے منکر پر لگایا ہے۔

انور شاہ صاحب لکھتے ہیں۔

"مسواک کرنا مستحب ہے مگر اس کے مستحب ہونے پر ایمان فرض ہے۔ جو شخص مسواک کے مستحب ہونے کا انکار کرے وہ کافر ہے"۔ [1]

عبد اللہ بن باز مفتی اعظم سعودی عرب کا فتویٰ

عبد اللہ بن باز مفتی اعظم سعودی عرب مفتی اعظم نے بھی اپنے فتویٰ میں لکھا ہے کہ

"درود شریف جمیع اوقات میں مستحب ہے۔" (یہ فتویٰ راقم کے پاس موجود ہے)

اہلِ سنت کی بلند پایہ کتاب شفا شریف میں ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر زندگی میں ایک مرتبہ درود شریف پڑھنا فرض ہے۔ اس کے علاوہ مستحب۔ اسلامی طریقوں میں سے ایک طریقہ اور اہلِ اسلام کا شعار ہے۔

اسنادِ حدیث پر علامہ مناوی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی جرح کا ماحاصل

علامہ مناوی رحمۃ اللہ علیہ نے ہماری پیش کردہ حدیث پر جو جرح نقل فرمائی ہے۔ اس جرح کا کوئی صیغہ ایسا نہیں جس سے حدیث شریف کو موضوع قرار دیا جاسکے۔ زیادہ سے زیادہ یہ ہے کہ حدیث ضعیف

[1] ۔ (اکفار الملحدین ص ۶)

ہے جو کہ باتفاق محدثین فضائل اعمال میں مقبول ہے۔

اہلِ علم کا عمل حدیث کی صحت پر دلیل ہوتا ہے

خاتم الحفاظ سیدی جلال الدین سیوطی فرماتے ہیں۔

"اہل علم کا عمل حدیث کی صحت کی دلیل ہوتا ہے"۔ "اگرچہ" حدیث کی اسناد غیر معتمد ہی کیوں نہ ہو۔[1]
اب دیکھنا ہے کہ ہماری استدلال حدیث شریف اہل علم کے نزدیک معمول بہ ہے یا نہیں۔

○ — خود علامہ مناوی جو جرح نقل کرنے والے ہیں انہوں نے اپنی شرح بنام فیض القدیر کو حمد و صلاۃ سے شروع کیا ہے۔

○ — تمام محدثین، مفسرین، شارحین حدیث، اور فقہا نے اپنی اپنی تصنیفات اور تالیفات کی ابتداء حمد و صلاۃ سے ہی کی ہے۔

مولفین کتبِ موضوعات کا عمل

مؤلفین کتبِ موضوعات مثلاً۔

○ — ابن قیم نے "المنار المنیف فی الصحیح والضعیف" کو۔

○ — علی قاری مکی نے اپنی کتاب "المصنوع فی معرفت الحدیث الموضوع" کو

○ — علامہ طاہر پٹنی نے "تذکرۃ الموضوعات" کو۔

○ — حافظ سیوطی رضی اللہ عنہ نے "تعقبات" کو۔

○ — محمد بن علی شوکانی نے "فوائد المجموعہ" کو حمد و صلاۃ سے ہی شروع کیا ہے۔ لہٰذا اہل علم کے عمل کی بناء پر حدیث شریف اسنادی ضعف سے نکل کر مقام صحت کو پہنچ گئی۔ اس پر اور بھی کمال ہے کہ

---

[1]: تعقبات عربی ص ۱۲۔

موضوعات پر لکھی گئی کسی کتاب میں بھی اس حدیث شریف کو موضوع من گھڑت نہیں کہا گیا۔

اعتراض نمبر ۳ مانع یہ بھی کہتا ہے کہ اصولِ فقہ کا قاعدہ ہے کہ اَلْاَمْرُ لَا یَقْتَضِی التَّکْرَارَ وَلَا یَحْتَمِلُهٗ[1]
یہ ہی وجہ ہے کہ نماز روزے کا تکرار ان کے اسباب کی طرف منسوب کیا گیا ہے لہٰذا اصولِ فقہ کے اس قاعدے کو مدِ نظر رکھتے ہوئے آپ صلاۃ وسلام کا تکرار نصِ قطعی قرآنی سے ثابت کریں۔ جب تک آپ امر کا مقتضی تکرار ہونا ثابت نہیں کر دیتے اس وقت تک آپ کو کوئی حق نہیں پہنچتا کہ آپ ہر روز کی پنجگانہ اذان سے قبل بلند آواز سے صلاۃ وسلام پڑھنے کے لیے اس آیت کو پیش کریں۔

جواب میں کہتا ہوں کہ مانع صاحب دائرۂ اسلام میں داخل ہونے کے لیے کلمۂ طیبہ ایک مرتبہ ہی پڑھ لینا تُؤْمِنُوْا بِاللّٰهِ وَرَسُوْلِهٖ پر عمل ہو گیا۔ اور آپ کے نزدیک امر تکرار کا مقتضی بھی نہیں لہٰذا کسی مسلمان کو زندگی بھر میں دوسری مرتبہ کلمہ طیبہ پڑھنے کا بھی حق حاصل نہیں جو تم جواب دو گے وہی ہمارا جواب ہو گا۔

اعتراض نمبر ۴ مانع کہتا ہے کہ کسی روایت کے موضوع ہونے کی علامات میں سے ایک علامت علماء و محدثین نے "یہ لکھی ہے"۔

اَوْ یَکُوْنَ خَبَرًا عَنْ اَمْرٍ جَسِیْمٍ تَتَوَفَّرُ الدَّوَاعِیْ عَلٰی نَقْلِهٖ بِمَحْضَرِ الْجَمْعِ
ثُمَّ لَا یَنْقُلُهٗ مِنْهُمْ اِلَّا وَاحِدٌ۔[2]

یعنی کوئی ایسی اہم اور عام بات روایت کی جائے جس کی عمومیت کے باعث چاہیئے تھا کہ اس کے نقل کرنے والے کثیر التعداد ہوں لیکن ایسی حالت میں صرف ایک شخص روایت کرتا ہے۔ تو یہ دلیل ہے کہ وہ روایت موضوع من گھڑت ہے۔

جواب پہلی بات تو یہ ہے کہ مانع نے عربی متن کا ترجمہ صحیح نہیں کیا عربی عبارت کچھ کہہ رہی ہے، اور مانع کچھ کہہ رہا ہے خیر تضیعِ وقت سے بچنے کے پیشِ نظر ترجمہ کی تصحیح کی کوئی ضرورت نہیں اہلِ بصیرت خود ہی فیصلہ کر لیں گے مانع صاحب سے دریافت طلب تو یہ بات ہے کہ جس کتاب سے مذکورہ علامت نقل ہے وہ کس صاحب کی کتاب ہے؟ ہاں ہاں یہ وہی حافظ الحدیث امام جلال الدین سیوطی رضی اللہ عنہ کی

---

[1] ترجمہ:۔ امر تکرار کا تقاضا نہیں کرتا اور نہ اس کا احتمال رکھتا ہے۔ [2]:۔ تدریب الراوی جلد ۱ ص ۲۷۶۔

کتاب جو الجامع الصغیر کے جامع ہیں۔ اصُولِ حدیث میں علامہ نووی رضی اللہ عنہ کا ایک رسالہ بنام "تقریب" ہے جس کی شرح تدریب الراوی ہے۔ صاف صاف فیصلہ ہو گیا کہ مذکورہ بالا عبارت کے مطابق اگر حدیث كُلُّ أَمْرٍ ذِیْ بَالٍ (الحدیث) موضوع اور من گھڑت ہوتی تو امام جلالُ الدین سیوطی رضی اللہ عنہ اس حدیث کو جامع صغیر میں کیوں درج فرماتے۔ حالانکہ امام صاحب نے موضوعات پر بھی ایک ضخیم کتاب دو جلدوں میں مرتب فرمائی ہے۔ اس حدیث کو اس کتاب میں درج کرنا چاہیے تھا۔ اِذْ لَیْسَ فَلَیْسَ۔ ثابت ہُوا کہ اصُولِ حدیث پر عبور رکھنے والی شخصیت امام جلالُ الدین سیوطی رضی اللہ عنہ کے نزدیک بھی یہ حدیث موضوع و من گھڑت نہیں ہے پھر کسی بے علم کی ٹیں ٹیں پر منتی وارد۔

اعتراض نمبر ۵ مانع کی ایک اور بڑ

مانع لکھتا ہے کہ علامہ سیوطی نے جامع صغیر میں یہ التزام کیا ہے کہ ہر حدیث کے بعد اگر وہ صحیح ہو تو "صح" اگر حسن ہو تو "ح" اور اگر ضعیف ہو تو "ض" لکھ دیتے ہیں۔ لیکن حدیث كُلُّ أَمْرٍ ذِیْ بَالٍ" کے بعد علاّمہ سیوطی نے صحیح یا حسن ہونے کی علامت تو درکنار ضعیف ہونے کی علامت "ض" بھی نہیں لکھی۔ جس کا صاف مطلب ہے کہ حدیث موضوع اور من گھڑت ہے۔

جواب میں کہتا ہوں کہ مانع صاحب، ہماری پیش کردہ حدیث کے موضوع اور من گھڑت ہونے کی جس بات پر تُم نے بنیاد رکھی ہے اس سے تو یہ صاف صاف ثابت ہوتا ہے کہ جامع صغیر کی بیشتر احادیث من گھڑت نہیں۔ کیوں ایک دو یا چار نہیں بلکہ بہت سی احادیث ایسی ملتی ہیں جن پر امام جلالُ الدین سیوطی نے کوئی بھی رمز نہیں لکھی۔ مثلاً جامع صغیر ص۲ پر مندرجہ ذیل احادیث پر کوئی رمز نہیں

۱ ـــــ آدم فِی السَّمَاءِ الدُّنْیَا (الخ)

۲ ـــــ اَئِمَّةُ الدِّیْنِ ثَلَاثَةٌ۔

۳ ـــــ آکُلُ کَمَا یَاکُلُ الْعَبْدُ۔

۴ ـــــ آلُ الْقُرْآنِ آلُ اللہِ۔

۵ ـــــ آمِرُوا النِّسَآءَ فِیْ اَنْفُسِهِنَّ۔

۶ ـــــ أُتْدُ موا من هذه الشجرة يعنى الزيت۔

۷ ـــــ اتّزروا كما رايت الملئكة تاتزر

(۸) اَبَى اللّٰهُ اَنْ يَّرْزُقَ عَبْدَهُ الْمُؤْمِنَ۔

(۹) اِبْتَغُوْا الرِّفْعَةَ عِنْدَ اللّٰهِ۔

(۱۰) اِبْتَغُوْا الْخَيْرَ عِنْدَ حِسَانِ الْوُجُوْهِ۔

(۱۱) ابذل المودة لمن وادك۔

گیارھویں شریف کے نام کے گیارہ حوالے تو ہم نے نقل کر دیئے ہیں اور جو چاہے وہ مزید تلاش کرے

اعتراض نمبر مانع نے یہ بھی کہا ہے کہ پیش کردہ حدیث (کل امر ذی بال) کی رو سے تو یہ لازم آتا ہے کہ نماز خواہ فرض ہو یا سنت، واجب ہو یا نفل اس کی نیت باندھنے سے پہلے صلاۃ وسلام پڑھا جائے۔ نیز جماعت کرانے سے پہلے سارے نمازی پہلے صلاۃ وسلام پڑھیں پھر نماز شروع کریں۔ اسی طرح کھانا کھانے پانی پینے جانور ذبح کرنے غرض ہر کام سے پہلے صلوٰۃ وسلام پڑھنا مستحب ہو۔

جواب میں کہتا ہوں کہ اگر ایسا کیا بھی جائے تو اس میں کونسا حرج ہے فضیلت ہی فضیلت ہے۔

شاہ عبد الحق محدث دہلوی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں۔

فضیلت و استحباب صلوٰۃ بر سید کائنات صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم شامل کل احوال و جمیع اوقات ست [1]۔

ترجمہ:۔ سید کائنات صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر درود شریف کی فضیلت تمام احوال اور تمام اوقات کو شامل ہے۔

یہی حضرت مزید فرماتے ہیں۔

شک نیست کہ صلاۃ نبوی در جمیع مواطن خیر و محالِ برکت مستحسن و مستحب است [2]۔

ترجمہ:۔ اس بات میں کوئی شک نہیں کہ صلاۃ نبوی تمام خیر و برکت کے مقامات میں مستحب و مستحسن ہے۔

مفتی محمد شفیع دیوبندی فرماتے ہیں

---

[1]:۔ جذب القلوب صـ ۱۸۹۔ [2]:۔ جذب القلوب صـ ۱۹۰۔

کہ فرائض و واجبات و سنن ادا کردہ و نیز حقوق عباد کہ باو متعلق باشد ادا نمودہ جملہ وقت در درود شریف صرف کند ایں فضیلت است بس عظیم حق تعالیٰ ہر مومن را نصیب گرداند[1]

ترجمہ:۔ جو کوئی فرائض و واجبات اور سنتیں ادا کرنے اور حقوق العباد جو اس کے ذمہ ہیں ادا کرنے کے بعد تمام وقت درود شریف پڑھنے میں صرف کرتا ہے، عظیم فضیلت کا کام ہے۔ حق تعالیٰ ہر ایماندار کو نصیب کرے۔

ثابت ہوا کہ حقوق اللہ اور حقوق العباد سے فارغ ہونے کے بعد تمام اوقات درود شریف میں صرف کرنا بہت بڑی فضیلت ہے۔ (جو دیوبندیوں کو نصیب نہیں)

مخالف کو بالآخر ہماری بات تسلیم کرنی پڑی

بڑی لمبی چوڑی قیل وقال کے بعد ہمارے مخالف نے ٹانگوں کے نیچے سے کان پکڑ لیے۔

مانع سکتا ہے۔

اعتراض نمبر۷ اس آیت (یَا اَیُّھَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا صَلُّوْا عَلَیْہِ وَسَلِّمُوْا تَسْلِیْمًا)[2]۔ پر غور کرنے سے معلوم ہوگا کہ اس آیت کا مقتضیٰ یہ ہے کہ ہر مومن اپنی زندگی بھر میں کسی ایک وقت میں جس کا تعین من جانب اللہ نہیں ایک بار صلوٰۃ وسلام پڑھے میری تمام تحریر کا مقصد صرف یہ ہے کہ اس آیت کے اندر آنیوالے امر کے دو صیغوں سے ایک سے زائد بار درود شریف پڑھنے کا ثبوت نہیں ہوتا میری اس تحریر کا یہ مقصد ہرگز نہیں ہے کہ کثرت سے صلوٰۃ وسلام پڑھنا مستحب نہیں ہے بلکہ میں اور میرے تمام اکابر علماء دیوبند کثرت سے صلوٰۃ وسلام پڑھنے کو اعلیٰ درجہ کے اعمالِ مستحبہ میں شمار کرتے ہیں لیکن یہ کثرت سے صلوٰۃ وسلام پڑھنے کا استحباب احادیث مبارکہ سے ثابت ہے نہ کہ مندرجہ بالا آیت کا اقتضاء ہے

جواب میں کہتا ہوں کہ دیوبندی صاحب تم نے تھوک کر خوب چاٹا ہے۔ تم نے تو یہ کہا تھا کہ جب کوئی نص قطعی تکرار کی مقتضیٰ نہ ہو۔ ایک سے زائد مرتبہ صلوٰۃ وسلام پڑھنے کا کسی کو کوئی حق نہیں۔ اب تم کہتے ہو کہ کثرت سے صلاۃ وسلام پڑھنا میرے اور میرے اکابر علماء دیوبند کے نزدیک اعلیٰ درجہ کا عملِ مستحب ہے۔

---

[1] :۔ فتاویٰ دیوبند جلد ۲ صـ۱۰۳۔ [2] سورۃ الاحزاب آیت ۵۶ پ ۲۲۔

لیکن یہ بقول تمہارے حدیث سے ثابت ہے نہ کہ قرآن مجید سے بطریق تنزل اگر تسلیم کر لیا جائے کہ کثرت سے صلوٰۃ وسلام پڑھنا احادیث سے ہی ثابت ہے مدعیٰ ہمارا پھر حاصل ہے کیونکہ ادلہ اربعہ شرعیہ میں سے کسی بھی ایک دلیل کے تحت اگر مسئلہ ثابت ہو جائے اس کے ماننے میں ایمان والوں کو بالکل کوئی باک نہیں۔

کثرت سے صلوٰۃ وسلام بر خیر الانام صلی اللہ علیہ وسلم پڑھنے کے استحباب کو جو تسلیم کرتا ہے۔ وہ اذان سے قبل صلوٰۃ وسلام پڑھنے سے منع کیوں کرے گا؟ اگر کرے تو یہ اس بات کا بیّن ثبوت ہے کہ منع کرنے والا مخبوط الحواس ہے اور کثرت کی حقیقت سے باخبر نہیں۔ لیجئے کثرت کی حقیقت ملاحظہ ہو۔

کثرت سے پڑھنے کی حقیقت

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔

یٰٓاَیُّھَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوا اذْکُرُوا اللّٰہَ ذِکْرًا کَثِیْرًا۔[1]

ترجمہ:۔ کہ اے ایمان والو! کثرت سے اللہ تعالیٰ کا ذکر کرو۔

پھر کثرت ذکر کی وضاحت خود ہی فرماتا ہے۔

فَاذْکُرُوا اللّٰہَ قِیَامًا وَّقُعُوْدًا وَّعَلٰی جُنُوْبِکُمْ۔[2]

یعنی کھڑے، بیٹھے، لیٹے اللہ تعالیٰ کا ذکر کرو۔

قرآن مجید سے ثابت ہوا کہ جمیع احوال اور اماکن میں ذکر کرنا ذکر کثیر ہے۔ جب مخالف نے کثرت سے صلوٰۃ وسلام پڑھنے کے استحباب کو تسلیم کر لیا اور کثرت کا لفظ ہمہ اوقات کو شامل ہے اور اذان سے قبل جو وقت ہے وہ وقت من الاوقات ہی ہے۔ پھر منع کرنے کی کونسی وجہ ہے۔

مخالف کی اس بات کا جواب کہ تکرار صلوٰۃ وسلام آیت مستدلہ کا اقتضاء نہیں۔

یہ بھی مخالف کا جہل ہے یا تجاہل کیونکہ جب وجوب مطلق ہو تو وہ مرۃ واحدۃ۔ اور تکرار دونوں کو شامل ہوتا ہے۔

---

[1]:۔ سورۃ احزاب آیت ۴۱۔ [2]:۔ سورۂ نساء آیت ۱۰۳ پ ۵۔

ہماری مستدلہ آیتِ مبارکہ کے متعلق فقہاء اور مفسرین کا مسلک ملاحظہ ہو۔

علامہ سلیمانی جمل رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ حاشیہ جلالین میں فرماتے ہیں

هٰذِهِ الْاٰيَةُ دَلِيْلٌ عَلٰى وُجُوْبِ الصَّلٰوةِ وَالسَّلَامِ عَلَيْهِ مُطْلَقًا مِنْ غَيْرِ تَعَرُّضٍ لِوُجُوْبِ التَّكْرَارِ وَعَلَيْهِ قِيْلَ يَجِبُ ذٰلِكَ كُلَّمَا جَرٰى ذِكْرُهٗ۔[1]

یعنی اس آیت میں وجوب مطلق ہے جو تکرار کو بھی شامل ہے اسی لیے کہا گیا ہے کہ جب بھی آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ذکر ہو درود شریف پڑھنا واجب ہے۔

صاحبِ مدارک شریف فرماتے ہیں

هِیَ وَاجِبَةٌ مَرَّةً عِنْدَ الطَّحَاوِیِّ وَكُلَّمَا ذُكِرَ اسْمُهٗ عِنْدَ الْكَرْخِیِّ وَهُوَ الْاِحْتِيَاطُ وَعَلَيْهِ الْجُمْهُوْرُ۔[2]

ترجمہ :- امام طحاوی کے نزدیک صلوٰۃ وسلام زندگی میں ایک مرتبہ پڑھنا واجب ہے۔ اور امام کرخی کے نزدیک جب بھی آپ کا اسم مبارک ذکر کیا جائے تو صلوٰۃ وسلام پڑھنا واجب ہے۔ اسی میں احتیاط ہے اور یہی جمہور کا مسلک ہے۔

صاحبِ کشاف لکھتے ہیں | وَالَّذِیْ يَقْتَضِيْهِ الْاِحْتِيَاطُ الصَّلٰوةُ عَلَيْهِ عِنْدَ كُلِّ مَا ذُكِرَ۔[3]

یعنی صلوٰۃ وسلام کے مسئلہ میں احتیاط کا تقاضہ یہی ہے کہ جب بھی آپ کا ذکر ہو صلوٰۃ وسلام پڑھا جائے۔

علامہ قرطبی رحمۃ اللہ علیہ کا بیان | علامہ قرطبی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے بھی ایسا ہی فرمایا ہے۔[4]

تفسیر مظہری میں ہے

---

[1] :- جمل شریف جلد ۳ ص ۴۵۴۔
[2] :- مدارک جلد ۴ ص ۱۸۱۔
[3] :- کشاف جلد ۳ ص ۵۵۸۔
[4] :- تفسیر قرطبی نمبر ۱۴ ص ۲۳۳

اَلْاٰیَۃُ تَدُلُّ عَلٰی وُجُوْبِ الصَّلٰوۃِ وَالسَّلَامِ فِی الْجُمْلَۃِ[1]

علامہ کاشفی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں

فتویٰ براں است کہ نام آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم در مجلس ہر چند تکرار یابد یک نوبت درود شریف واجب است[2]

یعنی فتویٰ اس حکم پر ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا نام اگرچہ مجلس میں بار بار مذکور ہو ایک مرتبہ درود شریف پڑھنا واجب ہے۔ یعنی عمر میں نہیں بلکہ ہر مجلس میں۔

اصولِ فقہ کے ماہر علامہ احمد جیون رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں

عِنْدَ الشَّافِعِیِّ لَیْسَ الْاُوْلٰی وَیَجِبُ فِی الثَّانِیَۃِ وَاَجَابَ عَنْہُ صَاحِبُ الْھِدَایَۃِ بِاَنَّ الصَّلٰوۃَ عَلَی النَّبِیِّ خَارِجَۃَ الصَّلٰوۃِ وَاجِبَۃٌ اِمَّا مَرَّۃً اَوْ کُلَّ مَا ذُکِرَ[3]

ترجمہ: امام شافعی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے نزدیک قعدہ اولیٰ میں درود شریف سنت ہے۔ اور دوسرے قعدہ میں واجب صاحب ہدایہ شریف نے اس کا یوں جواب دیا ہے کہ نماز سے باہر نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر درود شریف واجب ہے۔ ایک مرتبہ یا جب بھی آپ کا ذکر ہو نماز میں واجب ہونے کا سوال ہی نہیں۔

مندرجہ بالا تحقیق سے ثابت ہوا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر درود شریف مطلق واجب ہے اور مطلق وجوبِ تکرار کا مقتضی بھی ہے اور اسی لیے تکرار کو جمہور کا مسلک قرار دیا گیا ہے اور یاد رہے تکرار قلت اور کثرت ہر دو کو شامل ہے لہٰذا اذان سے قبل صلوٰۃ وسلام پڑھنے سے منع کرنا کثرتِ صلوٰۃ وسلام کے استحباب کا انکار ہے۔

نوٹ: نصِ قرآنی اور احادیث میں اس بات کی کوئی پابندی نہیں کہ صلوٰۃ وسلام سراً پڑھا جائے یا جہراً۔ لہٰذا ہر دو طریقے درست ہیں۔ کسی فرد کو چون وچرا کی گنجائش نہیں۔

---

[1] منظہری شریف جلد ۷ ص ۳۸۵۔ [2] تفسیر حسینی جلد ۲ ص ۲۰۶۔

[3] تفسیرات احمدیہ ص ۴۲۸۔

ضمیمہ بوقتِ اذان نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر صلوٰۃ وسلام پڑھنے کی تکلیف اگرچہ دیوبندی اور غیر مقلد ہر دو طائفہ کو ہے لیکن ان میں سے سب سے زیادہ تکلیف محسوس کرنے والا ایک غیر معروف شخص حکیم ہاشمی علیہ ما علیہ ہے جس کا مبلغِ علم صرف اور صرف لفظ "بدعت" ہے یا کذب بیانی مشغلہ ہے۔ لہذا اُس کی کذب بیانی کا انکشاف بھی ضروری ہے۔

حکیم صاحب کا کذب واعتراض نمبر۱ لکھتا ہے شیخ الصوفیہ امام عبدالوہاب الشعرانی لکھتے ہیں کہ ہمارے شیخ نے فرمایا کہ آجکل مؤذن جس طرح سلام پڑھتے ہیں۔ یہ طریقہ نہ تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی زندگی میں تھا۔ اور نہ ہی حضرات خلفائے راشدین کے زمانے میں۔ بلکہ اس کی ایجاد مصر میں رافضیوں کے دورِ حکومت میں ہوئی۔[1]

جواب شیخ الصوفیہ قطب شعرانی رضی اللہ عنہ کی اصل عبارت ملاحظہ ہو۔

قَالَ شَیْخُنَا رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ لَمْ یَکُنِ التَّسْلِیْمُ الَّذِیْ یَفْعَلُہُ الْمُؤَذِّنُوْنَ فِیْ اَیَّامِ حَیَاتِہٖ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ وَلَا الْخُلَفَاءِ الرَّاشِدِیْنَ۔ قَالَ کَانَ فِیْ اَیَّامِ الرَّوَافِضِ بِمِصْرَ شَرَعُوا التَّسْلِیْمَ عَلَی الْخَلِیْفَۃِ وَوُزَرَائِہٖ بَعْدَ الْاَذَانِ اِلٰی اَنْ تُوُفِّیَ الْحَاکِمُ بِاَمْرِ اللّٰہِ وَوَلَّوْا اُخْتَہٗ فَسَلَّمُوْا عَلَیْھَا وَعَلٰی وُزَرَائِھَا مِنَ النِّسَاءِ فَلَمَّا تَوَلَّی الْمَلِکُ الْعَادِلُ صَلَاحُ الدِّیْنِ بْنُ اَیُّوْبَ فَاَبْطَلَ ھٰذِہٖ الْبِدَعَ وَاَمَرَ الْمُؤَذِّنِیْنَ بِالصَّلٰوۃِ وَالتَّسْلِیْمِ عَلٰی رَسُوْلِ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ بَدَلَ تِلْکَ الْبِدَعِ وَاَمَرَ اَھْلَ الْاَمْصَارِ وَالْقُرٰی فَجَزَاہُ اللّٰہُ خَیْرًا۔[2]

ترجمہ:۔ ہمارے شیخ رضی اللہ عنہ نے فرمایا۔ مؤذن جو سلام پڑھتے ہیں یہ نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ایامِ حیات میں نہ تھا۔ اور نہ ہی خلفاء راشدین کے وقت میں تھا۔ جس وقت مصر میں رافضیوں کی حکومت تھی تو رافضی مؤذنوں نے رافضی خلیفہ اور اس کے وزیروں پر سلام کہنا شروع کیا۔ جب رافضی حاکم مرگیا تو اس کی بہن والیِ مصر ہوئی تو ان مؤذنوں نے اس رافضی عورت اور اس کے وزیروں پر سلام پڑھنا شروع کر

[1] :۔ اشتہار بعنوان "کیا ہر بدعت گمراہی نہیں" سلسلہ نمبر ۱ ص ۱۔ [2] :۔ کشف الغمۃ جز اول ص ۲۸۔

دیا۔ جب بادشاہ عادل صلاح الدین ابن ایوب حاکم مصر ہوئے۔ انہوں نے اس بدعت کو ختم کر دیا۔ اور مؤذنوں کو حکم دیا کہ وہ اس بدعتِ مذمومہ کے بدلے نبی صلی اللہ علیہ وسلم پر صلوٰۃ وسلام پڑھا کریں۔ تمام شہروں اور دیہاتوں میں یہی حکم جاری فرمایا۔ پس اللہ تعالیٰ اس کو بہتر جزا دے۔

حکیم ہاشمی صاحب کی نقل کردہ عبارت اور اصل عبارت میں غور کرنے سے پتہ چلتا ہے کہ حکیم صاحب نے کس قدر دجل سے کام لیا ہے۔ یہ شیخ قطبِ شعرانی رضی اللہ عنہ کا عادل بادشاہ صلاح الدین الیوبی کے حق میں یہ فرمانا کہ "جزاہ اللہ خیرا" سے صاف ظاہر ہے۔ یہ فعل مذموم نہیں بلکہ محمود ہے۔

اگرچہ کشف الغمہ کی عبارت نقل کرنے کے بعد کسی اور عبارت کا جواب دینے کی ضرورت نہیں رہی لیکن مانعین کی کذب بیانیوں کا انکشاف ضروری سمجھتے ہوئے دیگر علماء کی عبارتوں کی وضاحت بھی ہدیۂ ناظرین ہے۔

حکیم صاحب کا کذب و اعتراض نمبر ۲ حکیم ہاشمی صاحب لکھتے ہیں۔ امام ابنِ حجر المکی الشافعی اپنے "فتاوی کبریٰ" میں تحریر فرماتے ہیں کہ "ہمارے مشائخ وغیرہم سے یہ فتویٰ طلب کیا گیا۔ کہ اذان کے بعد جس کیفیت سے (چلا چلا کر) آج کل مؤذن صلوٰۃ وسلام پڑھتے ہیں کیا یہ درست ہے تو انہوں نے فتویٰ دیا کہ اصل درود شریف پڑھنا تو سنت ہے لیکن یہ کیفیت بدعت ہے"[1]

جواب حکیم ہاشمی صاحب نے جو کچھ نقل کیا ہے یہ امام ابنِ حجر مکی رضی اللہ عنہ کی ایک لمبی چوڑی عبارت سے آخری ایک سطر کا ترجمہ ہے۔ اس سے قبل ابنِ حجر مکی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں۔

لَمْ نَرَ فِیْ شَیْئٍ مِنْهَا التَّعَرُّضَ لِلصَّلٰوۃِ عَلَیْهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ قَبْلَ الْاَذَانِ۔ وَلَمْ نَرَ اَیْمَّانِیْ کَلَامِ اَئِمَّتِنَا تَعَرُّضًا لِذٰلِكَ۔

یعنی ہمیں کوئی ایسی دلیل نہیں ملی جو کہ اذان سے قبل نبی صلی اللہ علیہ وسلم پر صلوٰۃ پڑھنے سے تعارض کرتی ہو (یعنی منع کرتی ہو) اور نہ ہی ہم اپنے آئمہ کرام کے کلام میں اس کے معارض کچھ دیکھا ہے۔

پھر فرماتے ہیں قَدْ اَحْدَثَ الْمُؤَذِّنُوْنَ الصَّلٰوۃَ وَالسَّلَامَ عَلٰی رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ عَقْبَ الْاَذَانِ لِلْفَرَائِضِ الْخَمْسِ اِلَّا الصُّبْحَ

---

[1] اشتہار سلسلہ ۱ ص۔

وَالْجُمُعَةَ فَإِنَّهُمْ يُقَدِّمُوْنَ ذَالِكَ فِيْهِمَا عَلَى الْأَذَانِ وَإِلَّا الْمَغْرِبَ فَإِنَّهُمْ
لَا يَفْعَلُوْنَهُ غَالِبًا لِضِيْقِ وَقْتِهَا وَكَانَ ابْتِدَاءُ حُدُوْثِ ذَالِكَ فِيْ أَيَّامِ سُلْطَانِ
النَّاصِرِ صَلَاحِ الدِّيْنِ بْنِ أَيُّوْبَ وَبِأَمْرِهِ فِيْ مِصْرَ وَأَعْمَالِهَا وَسَبَبُ
ذَالِكَ أَنَّ الْحَاكِمَ الْمَخْذُوْلَ لَمَّا قُتِلَ أَمَرَتْ أُخْتُهُ الْمُؤَذِّنِيْنَ أَنْ يَقُوْلُوْا
فِيْ حَقِّ وَلَدِهِ السَّلَامُ عَلَى الْإِمَامِ الطَّاهِرِ ثُمَّ اسْتَمَرَّ السَّلَامُ عَلَى الْخُلَفَاءِ
بَعْدَهُ إِلَى أَنْ أَبْطَلَهُ صَلَاحُ الدِّيْنِ الْمَذْكُوْرُ وَجَعَلَ بَدْلَهُ الصَّلٰوةَ
وَالسَّلَامَ عَلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَنِعْمَ مَا فَعَلَ فَجَزَاهُ اللّٰهُ خَيْرًا۔[1]

ترجمہ :۔ فرض نمازوں کے لیے اذان کے بعد نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم پر صلوٰۃ وسلام مؤذنوں نے جاری کیا ہے۔ نمازِ فجر اور نمازِ جمعہ کی اذان سے قبل پڑھتے ہیں۔ نماز مغرب میں غالباً اس لیے نہیں پڑھتے کہ اس کا وقت کم ہوتا ہے۔ اس کی ابتداء سلطان صلاح الدین بن ایوب کے دور میں اس کے حکم سے مصر اور مصر کے دوسرے علاقوں میں ہوئی ہے۔ اس کی ابتداء کا سبب یہ ہے کہ مصر کا مخذول حاکم جب مرا تو اُس کی بہن نے مؤذنوں کو حکم دیا کہ میرے بیٹے پر یوں سلام پڑھا کرو" السلام علی الامام الطاہر" پھر یہ کام اُس کے دیگر خلفاء کے وقت بھی ہوتا رہا۔ یہاں تک کہ سلطان مذکور نے اُسے ختم کر دیا۔ اور اس کی جگہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم پر صلوٰۃ وسلام مقرر فرمایا۔ پس کیا ہی اچھا کام کیا۔ اللہ تعالیٰ اسے بہتر جزا دے۔

ابن حجر مکی رضی اللہ عنہ نے جو فرمایا ہے کہ الاصل سنۃ والکیفیت بدعۃ۔ اس کا مفہوم بھی مذکورہ بالا عبارت سے واضح ہو گیا کہ یہ تو ایجاد فعل محمود ہے نہ کہ مذموم۔

حکیم صاحب کا اعتراض نمبر ۳ اور اسکی حقیقت

اس کے بعد حکیم ہاشمی صاحب نے مجالس الابرار اور المدخل ابن الحاج مالکی رحمۃ اللہ علیہ کی عبارت نقل کی ہے اگرچہ مجالس ابرار ایک ایسی کتاب ہے جس کے متعلق کوئی علم نہیں کہ اس کا مؤلف کون ہے۔ البتہ بعض مقامات دیکھنے سے معلوم ہوتا ہے کہ یہ نامعلوم شخص ابن تیمیہ کا ہم خیال ہے۔ بہرحال مدخل ابن حاج اور مجالس الابرار میں صلوٰۃ وسلام کی پوری بحث پڑھنے سے یہ نتیجہ نکلتا ہے کہ ایک بات ہے جو دونوں کتابوں میں

---

[1] :۔ فتاویٰ کبریٰ لابن حجر جلد اول صفحہ ۱۳۱۔

مشترک ہے یا یوں سمجھو کہ مولف مجالس ابرار نے ابنِ حاج مالکی رحمۃ اللہ علیہ کی عبارت اپنے الفاظ میں ادا کی ہے۔

ابن الحاج مالکی فرماتے ہیں

فَالصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلَیْہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ مُتَاَکِّدَۃٌ فِیْ جَمِیْعِ الْحَالَاتِ لٰکِنَّ اِتِّخَاذَھَا عَادَۃً مِّنَ الْمُؤَذِّنِیْنَ عَلَی الْمَنَارِ عِنْدَ طُلُوْعِ الْفَجْرِ لَمْ یَکُنْ ذٰلِکَ مَشْرُوْعًا[1]

یعنی نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم پر صلوٰۃ وسلام پڑھنا تمام حالات میں متاکد ہے لیکن مؤذنوں کا طلوعِ فجر کے وقت منار پر پڑھنے کو عادتاً بنالینا مشروع نہیں۔

مجالس الابرار میں ہے

فَاِنَّ الصَّلٰوۃَ وَالتَّسْلِیْمَ اِنْ کَانَ مَشْرُوْعًا بِنَصِّ الْقُرْاٰنِ وَالسُّنَّۃِ وَکَانَ مِنْ اَکْبَرِ الْعِبَادَاتِ وَاَجَلِّھَا لٰکِنَّ اِتِّخَاذَھَا عَادَۃً فِی الْاَذَانِ عَلَی الْمَنَارَۃِ لَمْ یَکُنْ مَشْرُوْعًا..... ولیس لاحد ان یضع العبادات الا فی مواضعہا التی وضعہا الشرع[2]

یعنی اگرچہ صلوٰۃ وسلام نصِ کتاب اور سنت سے مشروع ہے اور بڑی اور بہتر عبادات سے ہے لیکن اذان میں منارہ پر پڑھنے کو عادۃ بنانا مشروع نہیں، اور کسی کو یہ حق نہیں کہ عبادات کو کسی ایسے موقع ومحل میں مقرر کرے، جہاں شریعت نے مقرر نہیں کیا۔

جواب ابن الحاج مالکی کی عبارت سے اتنا ضرور ثابت ہے کہ صلوٰۃ وسلام پڑھنا جمیع حالات میں متاکد ہے اور قبل از اذان بھی حال من الحالات ہی ہے۔ لہٰذا یہاں بھی صلوٰۃ وسلام پڑھنا متاکد ٹھہرا۔ باقی رہا ابن الحاج رحمۃ اللہ علیہ کا یہ فرمانا کہ عادت بنانا مشروع نہیں۔ میں کہتا ہوں ایسا کرنا بھی مشروع ہے۔ بخاری شریف میں سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے۔

اِنَّ اَحَبَّ الْاَعْمَالِ اِلَی اللّٰہِ مَادَامَ وَاِنْ قَلَّ۔

یعنی بیشک اللہ تعالیٰ کے نزدیک محبوب ترین وہ عمل ہے جو ہمیشہ کیا جائے اگرچہ تھوڑا ہی کیوں نہ ہو۔ حدیث شریف سے صاف ظاہر ہے کہ مداومت ہمیشگی کو کہتے ہیں اور ایک کام کو ہمیشہ کرنا ہی عادت

---

[1] المدخل جلد ۲ صفحہ ۲۵۷۔ [2] مجالس الابرار صفحہ ۳۰۷۔

میں تبدیل ہوجاتا ہے۔ ہیشگی اور عادت دونوں ایک ہی بات ہے۔

صاحب مجالس الابرار نے جو کہا ہے کہ عبادات کا وہی محل ہونا چاہیئے جو شریعت نے مقرر کیا ہے یہ مؤلف کی کوتاہ فہمی کی دلیل ہے۔ کیونکہ صلوٰۃ وسلام ایک ایسی عبادت ہے جس کے لیے شریعت نے کوئی محل وضع نہیں کیا، بلکہ جمیع احوال اور اماکن میں مستحب ہے۔ جیسا کہ ہم صدر کتاب میں ثابت کر چکے ہیں۔

تنبیہ قبل از اذان صلوٰۃ وسلام کا اجرا نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی اطاعت سے باہر نہیں بلکہ عین اطاعت ہے نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فرماتے ہیں۔

مَنْ سَنَّ فِی الْاِسْلَامِ سُنَّۃً حَسَنَۃً فَلَہٗ اَجْرُھَا وَاَجْرُ مَنْ عَمِلَ بِھَا مِنْ بَعْدِہٖ۔ [1]

یعنی جس نے اسلام میں اچھا طریقہ جاری کیا اسے جاری کا اجر بھی ملے گا۔ اور اس کے بعد اس اچھے طریقہ پر عمل کرنے والوں کا اجر بھی ملے گا۔

سلطان عادل صلاح الدین ایوبی کی قسمت قابل رشک ہے کہ اللہ تعالیٰ نے کیا ہی عظیم الشان فعل جاری کرنے کی اسے توفیق بخشی ایک، تو اس سنت حسنہ کے جاری کرنے کا اجر ملے گا۔ اور قیامت تک جو بھی اس اچھے طریقہ پر عمل کرے گا اُس کے برابر سلطان مذکور کو بھی اجر ملے گا۔ ذٰلِكَ فَضْلُ اللّٰہِ تعالیٰ۔

اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی سَیِّدِنَا مُحَمَّدٍ طِبِّ الْقُلُوْبِ وَدَوَائِھَا وَعَافِیَۃِ الْاَبْدَانِ وَشِفَائِھَا وَنُوْرِ الْاَبْصَارِ وَضِیَائِھَا وَاٰلِہٖ وَاَصْحَابِہٖ وَسَلِّمْ دَائِمًا اَبَدًا اَبَدًا۔

---

[1] مشکوٰۃ شریف صفحہ ۳۳۔

سب سے اَولیٰ و اَعلیٰ ہمارا نبی
سب سے بالا و والا ہمارا نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم

اپنے مولیٰ کا پیارا ہمارا نبی
دونوں عالم کا دولہا ہمارا نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم

بزمِ آخر کا شمعِ فروزاں ہوا
نورِ اوّل کا جلوہ ہمارا نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم

جس کو شایاں ہے عرشِ خدا پر جلوس
ہے وہ سلطان والا ہمارا نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم

بجھ گئیں جس کے آگے سبھی مشعلیں
شمع وہ لے کر آیا ہمارا نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم

جس کے تلووں کا دھوون ہے آبِ حیات
ہے وہ جانِ مسیحا ہمارا نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم

خلق سے اولیا اولیا سے رُسل
اور رسُولوں سے اعلیٰ ہمارا نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم

ذکر سب پھیکے جب تک نہ مذکور ہو
نمکیں حُسن والا ہمارا نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم

جس کی دو بوند ہیں کوثر و سلسبیل
ہے وہ رحمت کا دریا ہمارا نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم

جیسے سب کا خدا ایک ہے ویسے ہی
ان کا اُن کا تمہارا ہمارا نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم

قرنوں بدلی رسُولوں کی ہوتی رہی
چاند بدلی کا نکلا ہمارا نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم

کون دیتا ہے دینے کو منہ چاہیئے
دینے والا ہے سچا ہمارا نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم

کیا خبر کتنے تارے کھلے چھپ گئے
پر نہ ڈوبے نہ ڈوبا ہمارا نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم

مُلکِ کونین میں انبیا تاجدار
تاجداروں کا آقا ہمارا نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم

لامکاں تک اُجالا ہے جس کا وُہ ہے
ہر مکاں کا اُجالا ہمارا نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم

سارے اچھوں میں اچھا سمجھئے جسے
ہے اس اچھے سے اچھا ہمارا نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم

انبیاء سے کروں عرض کیوں مالکو
کیا نبی ہے تمہارا ہمارا نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم

جس نے ٹکڑے کیے ہیں قمر کے وُہ ہے
نورِ وحدت کا ٹکڑا ہمارا نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم

سب چمک والے اُجلوں میں چمکا کیے
اندھے شیشوں میں چمکا ہمارا نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم

جس نے مُردہ دلوں کو دی عمرِ ابد
ہے وہ جانِ مسیحا ہمارا نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم

غمزدوں کو رضاؔ مژدہ دیجیے کہ ہے
بیکسوں کا سہارا ہمارا نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم